Fikr-o-Nasar (Islamabad) 16:8 (1979) © rasailojaraid.com

مولانا لطف اللہ علی گڑھی کو لطیف اللہ لکھا گیا ہے اور صفحہ ۹۴ پر مولانا غلام رسول (م ۱۲۹۱ھ) کے وطن ''قلعہ سیہاں سنگھ،، کو قلعہ سہیان سنگھ،، کتابت کیا ہے۔

(اختر راہی)

برصغیر میں مسلم فکر کا ارتقاء

مصنف : قاضی جاوید : (لاہور، ادارۂ ثقافت پاکستان، ۱۹۷۷) ۲۲۷ صفحات — اشاریہ

طباعت : گوارا، ٹائیٹل دیدہ نازیب، قیمت : ۲۵ روپے

بر صغیر میں مسلم فکر کی تاریخ پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ اس لحاظ سے قاضی جاوید صاحب کی یہ کوشش نہایت گراں قدر ہے۔ مصنف اس تاریخ کو تین جلدوں میں پیش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ان میں سے پہلی جلد ہے جو برصغیر میں مسلمانوں کی آمد سے دور مغلیہ تک کے فکری سفر کی تاریخ ہے۔ استعماری دور اور آزادی کے بعد کی فکری تاریخ بالترتیب دوسری اور تیسری جلدوں کا موضوع ہیں۔ کتاب محض واقعاتی ہی نہیں بلکہ توجیہاتی تاریخ بھی پیش کرتی ہے۔

مصنف نے فکری تاریخ بیان کرتے ہوئے متعلقہ عہد کے فکری رجحانات کا عمومی تجزیہ پیش کرنے کی بجائے اس عہد کا اس کی نمایاں شخصیات کے حوالے سے مطالعہ کیا ہے۔ چنانچہ مغل دور تک کی فکری تاریخ کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں مسلمانوں کی سندھ میں آمد سے لے کر خاندان تغلق تک کے زمانے کو سید علی ہجویری اور چشتیہ سلسلے کے مشائخ کے حوالے سے پیش کیا ہے۔ اس باب میں سہروردیہ کا ذکر محض سرسری ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دوسرے باب میں اسی دور میں مغل دور کو بھی شامل رکھتے ہوئے قلندریہ، روشنیہ سلسلوں اور اکبر کے دین الٰہی کے حوالے سے مطالعہ کیا ہے۔ تیسرا باب شیخ منیری رح، مہدی جونپوری، عبدالحق محدث دہلوی رح، مجدد الف ثانی رح اور چوتھا باب قادریہ بزرگوں کے افکار کا مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ پانچویں باب میں اورنگ زیب عالمگیر اور چھٹے میں شاہ ولی اللہ موضوع بحث ہیں۔

اس مختصر سے تبصرے میں کتاب کے مندرجات کا تفصیلی جائزہ یا تجزیہ تو ممکن نہیں البتہ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ مصنف نے بر صغیر کی فکری تاریخ کو معروضی اور حقیقت پسندانہ انداز سے پیش کرنے میں جس جرأت سے کام لیا ہے وہ واقعی قابل ستائش ہے۔ ہمارے معاشرے میں جہاں اسلاف پرستی محض جذباتی نہیں بلکہ اعتقادی بن چکی ہے، اپنے بزرگوں کے افکار کا غیر جانبدارانہ تجزیہ پیش کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جاتا ہے۔

تاہم معروضی مطالعے کے لئے جو بنیادی ضروریات ہیں ان میں سے دو کا ذکر اہم ہے۔ اول تو ماخذ کا مسئلہ ہے، یہ لازمی ہے کہ ثانوی ماخذ پر انحصار نہ کیا جائے۔ برصغیر کی تاریخ کے سلسلے میں تو اس کی ضرورت اور بھی شدید ہے کہ یہاں واقعاتی تاریخیں کم اور توجیہاتی زیادہ ہیں۔ یہ صورت حال محض ان تاریخی تصنیفات کی ہی نہیں جو دور جدید میں لکھی گئی ہیں بلکہ یہ بات ان بیشتر تاریخوں پر بھی صادق آتی ہے جو قرون وسطیٰ میں لکھی گئی ہیں اور جنہیں اولین ماخذ کا درجہ حاصل ہے۔ اس سے ہماری تاریخ نگاری خاصی غیر متوازن رہی ہے۔ زیر تبصرہ کتاب میں مصنف نے اگرچہ یہ کہہ کر کہ ''واقعاتی قضایا کے مناسب طور پر حوالہ جات درج کر دئیے گئے ہیں اس کے بعد میں ان کی ذمہ داری قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں،، (دیباچہ) عہدہ بر آ ہونے کی کوشش کی ہے لیکن یہ عذر بجائے خود ایک

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوتاہی کا اعتراف ہے۔ فکری تاریخ لکھنے والے کی ذمہ داری دو چند ہوتی ہے کیونکہ توجیہاتی قضایا کی بنیاد واقعاتی قضایا پر ہی استوار ہوتی ہے اور توجیہات کی صحت کا دارومدار واقعات کی صحت پر ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ غلط یا ناکافی واقعاتی معلومات سے صحیح توجیہات اخذ نہیں ہو سکتیں۔

زیر تبصرہ کتاب میں یہ کمی کئی جگہ جھلکتی ہے مثلاً ان کا یہ توجیہاتی قضیہ کہ وحدت الوجودی تصوف اپنشدوں اور ویدانتی تصورات کا خوشہ چین تھا اس واقعاتی قضیے پر مبنی ہے کہ بایزید بسطامی کے ایک استاد ابو علی السندی تھے جو ہندی الاصل تھے۔ مصنف نے اپنے ماخذ کے طور پر پروفیسر زینر اور مولانا عبید اللہ سندھی کا نام لیا ہے۔ ہم اس واقعہ کی صداقت یا عدم صداقت کی تفصیل میں نہیں جائیں گے البتہ مصنف نے جس طرح اسے مسلمہ اور متفقہ واقعہ کے طور پر پیش کیا ہے اس پر تعجب ضرور ہوتا ہے۔ مصنف کو دونوں پہلوؤں کو سامنے رکھنا چاہئے تھا۔ عربی میں جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے قطع نظر بھی انگریزی میں اس موضوع پر پروفیسر آربری کی تحقیقات اور ڈاکٹر عبدالرب کی بایزید بسطامی پر حالیہ کتاب اگر مصنف کے پیش نظر ہوتیں تو ممکن ہے ان کے توجیہاتی قضیے میں اگر تبدیلی نہیں تو حتمیت ضرور کم ہوجاتی۔ یہی صورت حال ''ملامتیہ،، شطاریہ اور روشنیہ کے بارے میں ہے۔ ان موضوعات پر تازہ تحقیقات اکثر مختلف نتائج پیش کرتی ہیں۔

اس رویے نے مصنف کے تجزیے میں محض جزئی کوتاہیوں کو ہی جنم نہیں دیا بلکہ اس سے ان کا عمومی تجزیہ بھی متاثر ہوا ہے۔ جس کو ہم معروضی مطالعے کی دوسری بنیادی ضرورت سمجھتے ہیں۔ وہ ہے مطالعے کا زاویہ۔ غیر متوازن اور یکطرفہ مطالعہ صحیح نتائج مہیا نہیں کر سکتا۔ اس کتاب میں یہ بات بری طرح کھٹکتی ہے کہ برصغیر میں مسلم فکر کی تاریخ کو تصوف کے دائرے میں محدود رکھا گیا ہے۔ فکر کے دوسرے شعبے یا تو سرے سے نظر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انداز کردئیے گئے ھیں یا ان کا سرسری ذکر کیا گیا ھے۔ مثلاً بالکل ابتدائی دور میں علم الحدیث اور ظاھری مذھب کے رواج کے اسباب و اثرات پر بالکل توجہ نہیں دی گئی۔ بر صغیر کے فکری ارتقا کا نقطہ آغاز سید علی ھجویری رح کو قرار دیا گیا ھے۔ البیرونی کا ذکر بالکل نہیں آیا۔ بعد میں بھی تصوف ھی غالب ھے دوسری شخصیات کا اگر ذکر ھے بھی تو صوفیہ کے حوالے سے، نتیجہ یہ ھے کہ برصغیر کی فکری تاریخ مسئلہ وحدت الوجود کے گرد ھی گھومتی نظر آتی ھے۔ یہ عدم توازن محض زیر تبصرہ کتاب ھی میں نہیں بلکہ بر صغیر میں اسلام کی تقریباً تمام تاریخوں میں پایا جاتا ھے۔ ان میں پروفیسر عزیز احمد اور ڈاکٹر تارا چند نمایاں ھیں۔ یہ بات غیر فطری محسوس ھوتی ھے کہ بر صغیر میں لوگ فکر کے صرف ایک میدان یعنی تصوف میں ھی سر گرم عمل رھے ھوں اور فلسفہ، منطق، اصول فقہ، کلام اور دوسرے میدانوں میں کوئی حصہ نہ لیا ھو۔

اس نقطہ نظر کے فروغ کی وجہ غالباً ھمارے بعض مورخین اور مصنفین کا ھندو مسلم تضادات کے بارے میں اعتذاری رویہ ھے۔ چنانچہ ان کا یہ اذعان رھا ھے کہ برصغیر کے سیاق میں صوفیانہ نگارشات رواداری اور آزاد فکری کا مظہر ھیں، جب کہ فقہ اور کلام رجعت پسندی اور تنگ نظری کا۔ کتاب میں یہ رجحان خاصا نمایاں ھے یہی وجہ ھے کہ مصنف نے معروضی اور توجیہاتی تاریخ پیش کرتے وقت اس عہد کے معاشرتی اور سیاسی عوامل کا پوری طرح تجزیہ نہیں کیا اور متصوفانہ افکار کی نشو و نما کو ان کے تاریخی عوامل کے پس منظر میں صحیح طرح سے نہیں رکھا۔ ورنہ اس بات کا قوی امکان تھا کہ وہ مختلف نتائج پر پہنچتے۔ ھمیں امید ھے کہ مصنف باقی جلدوں میں اس پہلو کو مد نظر رکھیں گے۔

اس عمومی تبصرے سے بہر حال نہ کتاب کی اھمیت میں کمی آتی ھے نہ مصنف کی کاوشوں کی تنقیص ھوتی ھے۔ اتنے طویل دور کو سمیٹنا اور اتنے وسیع ماخذ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا مطالعہ کرکے اتنے مختصر صفحات میں پیش کرنا آسان کام نہیں ۔ ہم مصنف کے عزم کی داد دیتے ہیں اور ان کی کامیابی پر تحسین کہتے ہیں ۔ البتہ شکایت ہے تو ناشرین سے ۔ یہ کتاب اس سلوک کی قطعاً مستحق نہیں تھی جو غیر معیاری طباعت اور سخت غیر جمالیاتی ٹائیٹل کی صورت میں اس کے ساتھ کیا گیا ہے ۔

(محمد خالد مسعود)

© rasailojaraid.com